بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

ہندوستان کی جارحیت کے خلاف ایک سرے سے دوسرے سرے تک پورے ملک میں اور پوری قوم کے ایک ایک فرد میں فوری طور پر اور انتہائی شدید صورت میں جو رد عمل ہوا اور جس طرح ہم غیر معمولی جوش و خروش میں پورے عزم و یقین کے ساتھ ”بنیان مرصوص“ بن کر حملہ آوروں کے مقابلے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، پاکستان کی تاریخ میں یہ واقعہ ایک شاندار یادگار کی حیثیت سے ہمیشہ زندہ رہے گا، اور ہمیں پورا یقین ہے کہ ہماری قومی زندگی میں یہ ایک عظیم تاریخی موڑ کے طور پر آئندہ یاد رکھا جائے گا۔

ہندوستان کی جارحیت کے خلاف ہمارے غیر معمولی جوش و خروش، کامل عزم و یقین اور ”بنیان مرصوص“ کی صورت میں ہمارے اتحاد کا یہ فوری اور زبردست جذبہ ہماری قومی و ملی شخصیت کی تشکیل میں جو روح کار فرما ہے، یہ اس کا فطری اظہار تھا۔ اور چونکہ یہ روح صدیوں سے انفرادی و اجتماعی طور پر ہماری رگ رگ اور نس نس میں جاری و ساری ہے۔ اس کی اپنی روایات اور طویل تاریخ ہے، اور اس سے ہماری زندگی کا ہر شعبہ متاثر ہے۔ اس لئے قدرتاً اس روح کا اظہار بڑا جان دار اور پرزور تھا، یہ ہماری قوم کی اسلامیت کی روح تھی۔ جو نہ صرف اٹھارہ سال قبل مملکت پاکستان کو وجود میں لانے کا اولین اور موثر ترین محرک بنی۔ بلکہ وہ پاکستان کے استحکام و اتحاد کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور مستقبل میں اس کے عروج و اقبال کے لئے یہی مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

۶- ستمبر سنہ ۱۹۶۵ء کو جب ہندوستانی حملہ آوروں نے ہر بین الاقوامی قانون اور دنیا جہاں میں تسلیم شدہ تمام سیاسی اخلاق و ضوابط کو بالائے طاق رکھتے ہوئے لاہور اور اس کے نواحی علاقوں کی طرف پیش قدمی کی - تو صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے اپنی نشری تقریر میں پاکستان کے عوام و خواص کی اسی روح اسلامیت سے اپیل کی تھی - اور اس اپیل کا جو زبردست اثر ہوا - اور اس کے نتیجے میں اہل پاکستان نے جس محیرالعقول جرات و ہمت اور بے خوفی اور ثبات قومی کا عملی مظاہرہ کیا - وہ خود اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ہمارے ہاں یہ روح کتنی گہری اور کس قدر اثر آفریں ہے - اور اس آب و گل کی دنیا میں یہ کیا کیا معجزے بروئے کار لا سکتی ہے -

---

صدر مملکت نے اپنی ۶- ستمبر کی نشری تقریر میں جہاں اہل پاکستان کی اس روح اسلامیت سے اپیل کی - وہاں اس روح اسلامیت کا اس ارضی خطے میں جو مادی موطن ہے، اور جو عبارت ہے مملکت پاکستان سے - اس کی حفاظت کے لئے ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ دشمن کی جارحیت سے اس سر زمین مقدس کا تحفظ دراصل اس روح اسلامیت اور اس کے حقیقی سر چشمے دین اسلام اور اس کی تاریخ اور اس کی روایات کا تحفظ ہے - اور ہمارے جوان ارض وطن کے دفاع کے لئے جو جانیں دے رہے ہیں - ان کی یہ جانیں اسلام کی بقا و سر بلندی کے لئے نذر ہو رہی ہیں اور اس لحاظ سے جہاں اس دنیا میں ان کے لئے عزت و ناموری مقدر ہو چکی ہے، وہاں آخرت میں ان کے لئے اجر " غیر ممنون " ہے - اور وہ اپنے رب کے ہاں اعلیٰ مقامات پر فائز ہوں گے -

اسلامیت اور وطنیت کا یہ اجتماع، بلکہ زیادہ صحیح الفاظ میں اسلامیت اور وطنیت کی اس طرح کی باہمی ترکیب کہ وہ جسماً اور معناً ایک ہو جائیں- ان میں سرے سے کوئی دوئی نہ رہے - ہم ان دونوں چیزوں کو ایک ہی [illegible]وس کریں - اور ان کے بارے میں ہمارا شعور باہم دگر متضاد کے بجائے [illegible]کستانی قومیت کے صحت مند ارتقاء و استحکام کے لئے شروع سے

اس کی ضرورت بڑی شدت سے محسوس کی جا رہی تھی ۔ ہندوستان کی جارحیت نے اس ضرورت کو جس طرح پورا کیا ۔ اور اس موقع پر ہر پاکستانی کے لئے یہ وطن اور اسلام جیسے ایک ہوگئے، ہماری تاریخ کا یہ وہ عظیم موڑ ہے ، جو ہندوستانی حملے کے نتیجے میں قدرت نے ہمارے لئے عملاً فراہم کیا ہے۔ یہ وہ معنوی و روحانی اساس ہے جس پر پاکستان کی عظمت آئندہ کی شاندار عمارت تعمیر ہوگی اور وہ دنیا میں اپنی ایک ممتاز اور یگانہ حیثیت سے آگے آئے گا ۔

صدر ایوب کی ٦- ستمبر ١٩٦٥ء کی نشری تقریر اسلامیت اور وطنیت کے اس اجتماع و ترکیب کی صحیح معنوں میں نشان دہی کرتی ہے ۔ بلکہ اسے بانگ درا سمجھنا چاہئے' ملت پاکستان کے کارواں کے لئے جو انشاء اللہ اب سرعت سے اور پورے یقین سے اپنی منزل مقصود کی طرف جادہ پیما ہوگا ۔

اکثر نئی آزاد ہونے والی بیدار مسلمان قوموں کو اس صدی میں اپنی تاریخ میں اس عظیم موڑ سے دو چار ہونا پڑا ہے ۔ چنانچہ اسے پار کرنے کے بعد ان کے ہاں پہلے تھوڑا بہت جو ذہنی اضطراب اور فکری تضاد پایا جاتا تھا' وہ ختم ہو گیا ۔ ان کے سامنے ترقی و اقبال کی راہوں پر آگے بڑھنے کے مواقع پیدا ہوئے ۔ اور وہ حقیقتاً با عزم، با شعور اور اپنے مستقل وجود پر ایمان رکھنے والی قومیں بن گئیں ۔

سنہ ١٩١٤ء کی پہلی جنگ عظیم کے بعد ترکی پر غیر ملکی افواج قابض ہو گئی تھیں ان میں سے جو یونانی فوجیں تھیں وہ ازمیر سے آگے بڑھ کر انقرہ کے نواح تک پہنچ گئیں تاکہ وہ ترکی کے اس حصے کو بھی اپنی نوآبادی بنالیں ۔ اس موقع پر مصطفیٰ کمال آگے بڑھے ۔ انہوں نے آزادی خواہ ترکوں کو منظم کیا ۔ اور اپنے وطن کو اجنبی حملہ آوروں سے پاک کرنے کے لئے جدوجہد شروع کی ۔

یونانیوں کے خلاف جب اس جدوجہد کو شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا تو مصطفیٰ کمال اور ان کے ساتھی انقرہ کے نواح میں واقع ایک مشہور بزرگ

کی خانقاہ میں گئے - وہاں بڑے سوز و گداز اور خلوص سے فتح و کامرانی کی دعائیں مانگی گئیں - اور اس طرح ترکوں نے وہ جنگ شروع کی جس میں اسلحہ کی کمی اور ہر طرح کی بے سرو سامانی کے باوجود وہ یونانیوں اور ان کی مدد کرنے والی برطانوی حکومت کو شکست فاش دینے میں کامیاب ہوئے، اور عثمانی سلطنت کے کھنڈرات پر نئی ترک قوم کی عمارت تعمیر ہوئی -

یہ ترکوں کا اسلامی جذبہ ہی تھا، جو اس نازک وقت میں ان کے کام آیا - اور وہ غیر ملکی و غیر مسلم حملہ آوروں سے اپنے وطن عزیز کو بچا سکے - ترکان احرار کے لئے اس مرحلے پر وطن اور اسلام عملاً ایک تھے - اور ان دونوں کے ایک ہونے کا ہی تصور تھا - جو ان کے لئے سب سے بڑی ایمانی و مادی قوت ثابت ہوا -

*

اہل الجزائر نے فرانس کے خلاف جو جنگ لڑی، تاریخ میں شاید ہی اس کی کوئی مثال مل سکے - پانچ چھ سال تک عوام کا معمولی ہتھیاروں سے فرانس کی ایک دو لاکھ فوج کا مقابلہ کرنا جس کے پاس بکثرت نئے سے نئے اور مہلک اسلحہ تھے، معجزہ نہیں تو اور کیا ہے- اور اس معجزہ کی کارفرمائی میں سب سے بڑا ہاتھ اسی اسلامیت اور وطن کی یکجائی اور اتحاد میں تھا - الجزائری بیک وقت اسلام اور وطن کے لئے لڑ رہے تھے، اس یقین سے ان کے اندر کبھی ہار نہ ماننے والی ہمت اور جان و مال ہر قسم کی قربانی دینے کا عزم پیدا کردیا تھا -

١٩٥٦ع میں برطانیہ، فرانس اور اسرائیل نے جب مل کر مصر پر حملہ کیا - اور ان کی فوجیں مصر کی حدود کے اندر تک پہنچ گئیں، تو جمعہ کا دن تھا، قاہرہ پر حملہ آور طیارے بم برسا رہے تھے، مصر کے انقلابی قائد جامعہ ازہر جاتے ہیں - نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے - فتح و نصرت کے لئے دعائیں ہوتی ہیں - اور عوام سے وطن کی حفاظت اور اس کے ساتھ اسلام کی بقا و سر بلندی کی خاطر ہر قربانی دینے کی اپیل کی جاتی ہے - یہ اپیل جیسا کہ بعد کے واقعات نے بتایا، بے اثر نہ رہی، اور مصری عوام نے وہ کر دکھایا

جس کی کسی کو توقع نہ تھی -

اسلامیت اور وطنیت کا یہ اجتماع اور ان کا باھمی ارتباط و ترکیب ایک بہت بڑی معنوی اور عقیدہ و ایمان کی قوت ھے • اور اس قوت کو ھمارے عوام و خواص نے اس نازک مرحلے پر عملاً آزما کر دیکھ لیا ھے - انشاء اللہ اب اس ملک و ملت کے ایک نئے دور کا آغاز ہوگا، جس میں اسلامیت اور وطنیت کی قوتیں باھم دگر مل کر بغیر کسی قسم کے باھم کھچاؤ کے اس ملک کو ترقی و اقبال کی شاھراھوں پر بہ سرعت تمام لے جانے میں کامیاب ھوں گی -

ھندوستانی افواج لے ھماری سرحدوں پر بغیر کسی باقاعدہ اعلان جنگ کے اچانک حملہ کیا، اور بہت بڑی تعداد کے ساتھ حملہ کیا ، اور اس کے پاس اسلحہ بھی بے حساب تھے- لیکن اس کے باوجود ھماری فوجوں نےحملہآوروں کو جنھیں پہل کرلے اور تعداد میں ھم سے کہیں گنا زیادہ ھونے کی وجہ سے بعض آسانیاں حاصل تھیں - اور وہ بدون زیادہ وقت کے آگے بڑھ سکتے تھے، فوراً روک لیا - اور پے درپے ایسے جوابی حملے کئے کہ انہیں سخت نقصان اٹھاکر پسپا ھونا پڑا - اور ان کے سارے ارادے خاک میں مل گئے -

*

اس میں شک نہیں کہ ھمارے جوانوں کی اس بہادری، دلاوری، موت سے نہ ڈرنے اور غیر معمولی اثبات و اقدام کا سب سے بڑا محرک جذبہ ان کی اسلامیت ھے - اور اسی جذبے نے ان جوانوں کا عزم و حوصلہ (Morale) اتنا بلند رکھا - اس حقیقت سے انکار کرنا روز روشن میں سورج کے وجود سے انکار کرنا ھے - لیکن اس جذبے کے ساتھ ساتھ ایک اور چیز بھی تھی - جس کی مدد سے ھماری بہادر افواج اپنے سے کئی گنا زیادہ تعداد رکھنے والے دشمن حملہ آوروں کو پسپا کرنے میں کامیاب ھوئیں - اور وہ ان کے اسلحہ اور اس سے زیادہ ان اسلحہ کو ان کے چلانے کی مہارت تھی جسے انگریزی میں ٹریننگ کہتے ھیں -

پاکستانی افواج فی نفسہ بہادر تھیں - اور بہادری ایک ذاتی جوھر ھے جو اندر سے آبھرتا ھے- ان کے اندر عزم و یقین تھا - جو ان کے جذبہ اسلامیت کا پیدا کردہ ھے، پھر وہ ایک ظالم حملہ آور کے خلاف صف آرا تھیں- جنھوں

نے ان کے وطن عزیز کی پاک سر زمین کو روندنے کی کوشش کی تھی۔ یہ سب باتیں اپنی جگہ صحیح — لیکن اس کے ساتھ ہی ہماری فاتح فوج کی کامیابی میں ان اسلحہ اور انہیں چلانے کی مہارت کا بھی، جو ہماری فوج کے پاس تھے، کچھ کم دخل نہیں ۔ یہ اسلحہ عہد حاضر کی ایجاد ہیں - ان کی ایجاد میں نئے علم، نئی سائنس اور نئی ٹیکنیکل مہارت کا حصہ ہے، جو بدقسمتی سے ہمارے ہاں کم اور یورپ کے ممالک اور امریکہ میں فراوان موجود ہے، بے شک کسی لڑائی میں اسلحہ فیصلہ کن طاقت نہیں ہوتے ۔ اصل طاقت جوان کا دل اور گردہ ہوتا ہے، جو کہ ان اسلحہ کو استعمال کرتا ہے ۔ لیکن آج اس زمانے میں ایک جوان خواہ کتنے بھی دل اور گردے کا ہو، جب تک اس کے پاس ضرورت کے مطابق اسلحہ نہ ہوں، وہ میدان کارزار میں اپنی بہادری کے ذاتی جوہر نہیں دکھا سکتا ۔

مختصراً ہماری بہادر افواج کی فتح و کامیابی کا راز دو چیزوں پر ہے - ایک تو وہ ہے جو پہلے سے چلی آرہی ہے ، اور وہ ان کی اپنی تاریخ، اپنی روایات، اپنے بزرگوں اور اپنے باپ دادوں سے ورثے میں پائی ہوئی روح اسلامیت ہے، لیکن دوسری چیز نئی ہے جو قابل لحاظ ہے، اور وہ ہیں اسلحہ - جیسا کہ اوپر ذکر ہوا - جو نئے علم، نئی سائنس اور نئی ٹیکنیکل مہارت کی ایجاد ہیں -

غرض قدیم اور جدید کی یہ آمیزش اس امتحان میں ہمارے لئے خدا کی سب سے بڑی مدد ثابت ہوئی - اور ہم اسی سے دشمنوں پر غالب آئے -

---

آج کا مشینی دور ہے۔ اور فوجیں زیادہ تر مشینوں سے لڑتی ہیں۔ ہر ملک کی یہ کوشش ہے کہ وہ ان مشینوں میں ایک دوسرے سے بازی لے جائے - کیونکہ آخر میں فتح و شکست کا انحصار بہت حد تک ان مشینوں کی برتری پر ہوتا ہے ۔ پھر یہ مشینیں صرف میدان کارزار تک محدود نہیں، بلکہ صنعت و حرفت میں ان سے کام لینے والے دوسروں پر جو ان سے محروم ہوتے ہیں - صرف معاشی زندگی ہی میں نہیں، بلکہ جنگ کے دوران بھی بالعموم ور رہتے

ھیں ۔ اور اکثر فتح و کامیابی ان کی ھوتی ھے۔ آج کی لڑائی لڑنے کے لئے جہاں اسلحہ کے طور پر مشینوں کی ضرورت ھے، وھاں اسے کامیابی سے اتمام کو پہنچانے کے لئے صنعت و حرفت کو زیادہ سے زیادہ مشینی بنانا لازمی ھے۔ اور اس کے بغیر کوئی بھی لڑائی لڑنا معاشی تباہ حالی کو دعوت دینا ھے ۔

یہ مشینیں جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا، نئے علم، نئی سائنس، اور نئی ٹیکنیکل مہارت کی ایجاد ھیں ۔ اب اگر ھمیں اس معاملے میں دوسروں سے بے نیاز ھونا ھے ۔ تو ضرورت ھے کہ ھم جلد سے جلد نئے علم، نئی سائنس اور نئی ٹیکنیکل مہارت کو اپنائیں، اور یہاں کے ذھنی و عملی ماحول اور یہاں کے معاشرے کو اس قابل بنائیں کہ اس میں یہ علوم و فنون پروان چڑھیں ۔ اور اس کی موجودہ اور آئندہ نسلیں ان میں کمال حاصل کریں ۔

* * *

اسلامیت، جس سے مراد اسلام کے عقائد و مبادی پر پورا اذعان و یقین ۔ اس کی روایات کا دلی احترام اور ان سے ذھنی و جذباتی وابستگی اور اسلامی معاشرت سے انفرادی و اجتماعی ربط و تعلق ھے، پاکستان کی ملی شخصیت کی یہ معنوی اساس ھے ۔ اس کے لابد اور ضروری ھونے سے کیسے انکار ھوسکتا ھے لیکن اگر ھمیں اس طرح کی یا اس سے زیادہ کٹھن آزمائشوں سے جس کا ابھی حال میں ھمیں تجربہ ھوا ہے آئندہ کامیابی سے نکلنا ھے ۔ تو ضروری ھے کہ اس معنوی اساس کو پوری طرح اپناتے ھوئے ھم اپنے ھاں مشینی دور کو جو نئے علم، نئی سائنس اور نئی ٹکنکل مہارت کا نتیجہ ھے، جلد سے جلد بروئے کار لائیں، اور اپنی معاشرت کو اس کی بنیادی اسلامی خصوصیات کو برقرار رکھتے ھوئے مشینی دور کے قدرتی تقاضوں اور ضرورتوں کے مطابق بدلیں ۔

* * *

" ماڈرنزم "، آج سے تیس چالیس سال پہلے کی طرح محض ایک فیشن نہیں رھا ۔ وہ اب ھماری ایک ایسی ضرورت ھے کہ اگر اسے نہ اپنایا گیا، تو اس طرح کے خطرات پر جن کا آئے دن ھمارے دروازوں پر دستک دینا چنداں بعید نہیں ۔ غالب آنا مشکل سے مشکل تر ھوتا جائے گا

"ماڈرنزم" سے مراد یورپ کی سطحی قسم کی نقالی نہیں، بلکہ نئے علوم، نئی سائنسوں اور نئی ٹیکنالوجی کو اپنانا اور ان کے مطابق اپنے فکر و عمل اور اپنے معاشرے کو بدلنا ہے۔ ہمارے نزدیک اسلام اور اسلامیت کی بقا اور اس کے فروغ کے لئے ان چیزوں میں کوئی خطرہ نہیں، لیکن اگر کسی حلقے کی طرف سے عوام مسلمانوں کو اس فرضی خطرے سے ڈرا کر متذکرۃ الصدر معنی میں ماڈرنزم، کو اختیار کرنے سے روکا جاتا ہے، تو نفس اسلام کو اس سے جو گزند پہنچے گی، وہ تو پہنچے گا ہی، لیکن پاکستان بھی لازماً کمزور ہوگا -

بہر حال اس معرکے نے جو ہماری بہادر افواج نے ابھی سر کیا ہے - اس قسم کے اندیشہائے دور دراز کے لئے کوئی امکان نہیں چھوڑا - اب خدا کے فضل و کرم سے پاکستان کے لئے مستقبل کی راہ ہموار ہوگئی ہے اور جس منزل کی طرف ہمیں جانا ہے، قوم کے باشعور طبقوں کی نظروں کے سامنے وہ منزل صاف و واضح ہے ہم اس کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں۔ خدا کرے ہم ثابت قدمی سے مسلسل اور بسرعت اس کی طرف آگے بڑھیں - آمین

---- * ----